سوال

(53) ایک مسجد میں دوبارہ جماعت کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا ایک مسجد میں دو جماعتیں ہوسکتی ہیں یا صرف ایک ہی جماعت کا حکم ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کا جواز صحیح احادیث میں موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ،تابعین عظام اور فقہاء محدثین رحمہم اللہ کا اس پر عمل رہا ہے ۔ سنن ابو داؤد میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أبصر رجلا یصلی وحدہ فقال ألا رجل یتصدق علی ہذا فیصلی معہ))

'' رسول اللہؐ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا ایسا کوئی آدمی نہیں جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے ۔''
(سنن ابوداؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۱/۴۱۷)
ترمذی میں یہ الفاظ مروی ہیں :

((أیکم یتجر علی ہذا فقام رجل فصلی معہ))

'' تم میں سے کون شخص ہے جو اس کے ساتھ اُجرت میں شریک ہو ؟ ایک آمدی کھڑا ہوا اور اُس نے اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی '' ۔
یہ روایت کئی طرق سے مروی ہے اور مسدن احمد ۳/۵، ۴۵، ۸۵ ۔ سنن درامی ۱/۳۱۸ مستدرک حاکم ، محلی ابن حزم ۴/۲۳۸ ۔ امام حاکم نے مستدرک حاکم میں اس روایت کو صحیح کہا ہے اور تلخیص میں امام ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے ۔ علامہ زیلعی حنفی نے نصب رایہ میں اور علامہ سیوطی نے فوت المغتذی میں لکھا ہے کہ جس آدمی نے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کی تھی وہ ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے ۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ مسجد میں جائز ہے اور اگر کوئی شخص اس وقت مسجد میں آجائے جب جماعت ہو چکی ہو تو وہ دوبارہ کسی کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت میں نماز ادا کرے تو یہ صحیح مشروع اور جائز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ (ایکم یتجر علی ھذا الا رجل یتصدق علی ھذا) اس پر شاہد ہیں ۔
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اس حدیث کا یہی مفوہم سمجھا اور وہ دوسری جماعت کے قائل و فاعل تھے ۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ :

((جاء أنس إلى المسجد قد صلى فيه فأذن وأقام وصلى جماعة))

''سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آئے۔جماعت فوت ہو چکی تھی تو انھوں نے اذان واقامت کہی اور جماعت سے نماز پڑھی ۔''ان کا یہ اثر ابن شیبہ ۱۴۸/۱ ۱٤۸۱ ابو یعلیٰ اور بیہقی میں موصولاً مروی ہے اس کی سند صحیح ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ